ص۔بشیر سامی

دو خادمات خاندان حضرت مسیح موعود

حضرت برکت بی بی صاحبہ اور

حضرت صوباں بی بی صاحبہ

میرے نانا جان حضرت میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں سے قادیان ہجرت کرنے سے پہلے اکثر قادیان آتے رہتے تھے ان کی پہلی بیوی حضرت برکت بی بی صاحبہ قادیان آتیں تو حضرت اماں جان کے پاس ہی قیام ہوتا آپ آتے ہی گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگتیں۔کھانے پکانے میں کافی مہارت تھی آپ نے کھانا پکایا تو حضرت مسیح موعود نے پسند فرمایا اور پوچھا۔آج کھانا کس نے پکایا ہے؟

آپ نے بتایا آپ کی ''نئی مریدنی نے'' حضرت اقدس نے ازراہ شفقت ارشاد فرمایا کہ اب یہ جب بھی آئیں کھانا یہی پکایا کریں۔حضرت اماں جان نے بھی خوب اطاعت کی۔ جب بھی قادیان آتیں آپ فرماتیں برکت بی بی اب باورچی خانہ سنبھالو۔اس طرح حضرت دادی جان کو اس بابرکت خدمت کی توفیق ملی۔

آپ قادیان آتیں تو کئی کئی دن ٹھہر جاتیں۔ یہ گھر ہی ایسا بابرکت تھا کہ واپس جانے کو دل نہ چاہتا۔اُدھر حضرت اماں جان اس قدر محبت کرنے والی شفیق خاتون تھیں کہ آپ کا دل بھی نہ چاہتا کہ وہ واپس چلی جائیں کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جب میاں صاحب آپ کو لینے کے لئے آتے تو حضرت اماں جان فرماتیں ۔فضل محمد برکت بی بی کو چند دن اور رہنے دو پھر آکر لے جانا اور وہ ان دونوں کا پیار دیکھ کر تنہا واپس لوٹ جاتے۔

(زندہ درخت صفحہ 64 از امۃ الباری ناصر)

حضرت برکت بی بی صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ ''میں قادیان گئی ہوں ۔ چھوٹا سا بچہ میری گود میں ہے۔لنگر خانہ گئی ہوں اور لنگر خانے والوں سے کہا ہے کہ مجھے کچھ کھانا دیں۔انہوں نے پوچھا آپ کہاں سے آئی ہیں ۔ میں نے کہا دیال گڑھ سے۔ انہوں نے کہا دیال گڑھ والوں کے لئے یہاں کھانا نہیں ہے۔ میں نے کہا کھانا دیں نہ دیں میں تو یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ میں نے لنگر خانے میں ایک طرف چارپائی بچھائی اور بچے کو ساتھ لے کر لیٹ گئی۔''

عجیب رنگ میں یہ خواب پورا ہوا۔ جب ہرسیاں کو چھوڑ کر یہ خاندان قادیان کی مقدس بستی میں منتقل ہوگیا تو آپ 1917ء میں ایک بچے کی پیدائش کے بعد بیمار ہوگئیں۔اسی بیماری میں آپ کا وصال ہوا بچہ پہلے ہی فوت ہوگیا تھا۔کھانے سے مراد زندگی ہوتی ہے۔قادیان رہائش کے ساتھ دنیا سے دانہ پانی اُٹھ گیا تھا مگر دائمی لنگر خانے میں دوسری زندگی کا آغاز ہوا۔ ماں اور بچہ دونوں ہی قبر میں لیٹ گئے۔

(زندہ درخت صفحہ 66)

جب ہماری نانی جان برکت بی بی صاحبہ جن کے ساتھ حضرت اماں جان دل و جان سے پیار کرتی تھیں کی وفات ہوئی تو ان کی بڑی بیٹی خالہ جی صالحہ صرف سات سال کی تھیں ان سے چھوٹی میری اُمی جان حلیمہ بیگم کی عمر چار سال تھی۔نومولود بچی میری سات سالہ خالہ جی صالحہ کی گود میں آگئی۔ اتنے چھوٹے بچوں کو سنبھالنا سات سالہ بچی کے لئے بہت مشکل تھا۔ہمارے نانا جی فضل محمد صاحب بھی جیسے کیسے اپنے بچوں کی معاونت کر رہے تھے۔ حضرت اماں جان جو میری نانی برکت بی بی صاحبہ سے بہت محبت کرتی تھیں اُن کے بچوں کو اس حالت میں دیکھ کر بہت افسردہ ہوتی تھیں اور اکثر اُن کی دیکھ بھال کے لئے بھی اُن کے پاس آتی تھیں۔ میری امی جان حلیمہ اور خالہ جی صالحہ بہت چھوٹی تھیں اور گھر میں کوئی بڑا دیکھ بھال کرنے والا نہیں تھا تو اکثر حضور خلیفۃ المسیح الثانی نانا جی کو دوسری شادی کا مشورہ دیتے جس پر میرے نانا جی ہمیشہ معذرت کر دیتے۔

اللہ تعالیٰ کے کام بھی نرالے ہوتے ہیں، جہاں یہ فیملی قادیان میں مشکلات سے دوچار تھی۔تو دوسری طرف ایک اور تاجر فیملی کی بہو پاکپتن میں اسی طرح کی مشکلات سے نبرد آزما تھی۔صوباں بی بی صاحبہ اپنے تین بچوں کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہی تھیں کہ اچانک اُن کے شوہر کی وفات ہوگئی اور بیوہ کو احمدی ہونے کی سزا یہ ملی کہ باقی فیملی نے بے سروسامانی کی حالت میں گھر سے نکال دیا، دو بچوں کو تو اُن کی فیملی والوں نے ہی رکھ لیا مگر ایک بچی جو دو یا تین سال کی تھیں سردار بیگم اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ ہی آئیں۔محترمہ صوباں بی بی صاحبہ نے اپنے مرکز قادیان میں پناہ لی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کا کفیل بھی کوئی اور نہیں حضرت اُم ناصر صاحبہ کو بنا دیا، اس طرح یہ خوش نصیب ماں بیٹی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے گھر حضرت امی جان کے زیر سایہ رہنے لگ گئیں۔

صوباں بی بی نے بھی جی بھر کے خدمت کی حضور انور، حضرت ام ناصر صاحبہ اور حضرت اماں جان آپ کے کھانوں کو بے حد پسند فرمانے لگے۔ اکثر نانی جی کو ہماری صوباں یا ہماری گورنر کہہ کر بلاتے اور یہ بھی خوش نصیبی کہ یہ محترم بزرگ نانی جی صوباں بی بی کے مستقبل کے لئے پریشان بھی رہتے تھے،اور وہ چاہتے تھے کے کسی طرح ان کا دوبارہ گھر بس جائے اور اس بات کے لئے حضرت ام ناصر اور حضور انور کو میرے نانا جی حضرت فضل محمد صاحب سے زیادہ مستحق اور کوئی نہیں نظر آیا۔

میری امی جان حلیمہ بیگم بتاتی تھیں کہ: حضرت سیّدہ اماں جان اپنی خدمت گزار، جاں نثار مریدنی حضرت برکت بی بی کی وفات کے بعد اکثر پیشتر ہم بچوں کی خیریت معلوم کرنے آتی تھیں، بلکہ ایک بار تو ایسے بھی ہوا کہ آپ تشریف لائیں اور آتے ہی میری بڑی بہن صالحہ بی بی کو کہا جاؤ تیل کی بوتل لاؤ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے سر میں میں تیل لگا رہی ہوں اس وقت میں اپنی خواب پوری کرنے آئی ہوں اور آپا صالحہ کے سر میں تیل لگایا اور اپنی خواب کو پورا کیا۔

امی کہتی ہیں کہ میرے ابا جی فضل محمد صاحب اور بھائی عبدالرحیم صاحب مغرب کی نماز کے لئے بیت الذکر میں گئے، نماز سے پہلے جب حضور انور خلیفۃ المسیح الثانی نماز کے لئے تشریف لائے تو آتے ہی میرے بھائی کو آواز دے کر فرمایا عبدالرحیم جاؤ بھاگ کر بازار سے چھوہارے لے آؤ میں ایک نکاح کا اعلان کرنے والا ہوں، میرے ابا جی دل میں سمجھ گئے یہ جو عبدالرحیم کو ارشاد ہوا ہے یہ یقیناً میرا ہی نکاح ہوگا ،اور ایسے ہی ہوا نماز کے بعد حضور نے میرے ابا جی کا نکاح صوباں بی بی صاحبہ سے پڑھ دیا۔ نکاح کے ایک دو روز کے بعد میرے بھائی اور بھابی ہماری نئی اماں کو اور اُن کے ساتھ ایک ننھی پری سردار کو بھی جا کر ساتھ لے آئے، اور اس طرح حضرت صوباں بی بی ہماری ماں بن کر ہمارے گھر آگئیں۔ مجھے سوتیلی اور سگی کا تو علم نہیں تھا اور اُس وقت شاید ماں کی بھی مجھے خوشی ہوئی یا نہیں مَیں نہیں جانتی ہاں یہ ضرور یاد ہے کہ اپنے سے دو یا تین سال چھوٹی سردار کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ وہ میری بہن بھی تھی اور میری سہیلی بھی وہ بھی میرے ساتھ بہت خوش تھی ہم دونوں ہر وقت ساتھ ساتھ ہی رہتے۔ ہاں مجھے یہ ضرور احساس ہوتا تھا کہ ہماری اماں سردار سے زیادہ مجھے پیار کرتی تھیں اور ہر چیز پہلے مجھے اور بعد میں سردار کو دی جاتی لیکن کبھی بھی سردار کو میں نے نہیں دیکھا کہ اس نے ضد کی ہو کہ پہلے میں کیوں نہیں؟

پھر نئی اماں نے بھی مجھے اسی طرح پیار دیا جس طرح سے میرے ابا کرتے تھے صرف مجھے ہی نہیں بلکہ میرے تمام بہن بھائیوں کو اماں نے اپنا گرویدہ بنالیا۔اللہ تعالیٰ نے جلدی ہی نئی اماں سے ایک بہن صادقہ اور بھائی عبدالحمید بھی عطا کر دیے۔ جو میرے بہت لاڈلے ہوگئے ،باقی سب میرے بہن بھائی مجھ سے بڑے تھے اور اب مَیں صادقہ اور حمید کی بڑی بہن بن کر بہت خوش تھی اور دل بھر کر پیار کرتی تھی۔

صوباں بی بی صاحبہ بہت نیک فطرت،خدا ترس، غریبوں کی ہمدرد اور ہر ایک سے حسن سلوک کرنے والی تھیں، اُن کی خواہش ہوتی کہ ہر کسی کے کام آئیں۔ خاموشی سے خدمت کرتیں اگر کوئی کچھ کہہ بھی دیتا تو برداشت کر لیتیں۔اُن میں صبر بہت تھا۔

خاندان مسیح موعود خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بہت محبت کرتیں۔ اکثر روزانہ یا کبھی دو ناغہ ڈال کر حضور کے گھر جاتیں حضور بھی بہت شفقت سے پیش آتے۔ ہماری صوباں ہماری گورنر کہہ کر بلاتے۔ ایک دن اماں حضور کے گھر گئیں تو پتہ چلا کہ حضرت اُم ناصر صاحبہ نے ایک تیرہ چودہ سال کے لڑکے کو کسی کام سے بازار بھیجا تھا اُس نے آکر بتایا کہ کسی نے ایک پڑیا دی کہ حضور کے آگے کھانا پیش ہو تو کسی طرح اُس میں ڈال دینا۔ جب ڈال دو گے تو بہت روپے دیں گے۔ اماں واپس گھر گئیں تو ابا جان کو یہ بات بتائی۔آپ کو بے حد فکر ہوا اور کہا کہ صوباں اب تم جا کر حضرت صاحب کا کھانا پکایا کرو اور خاص حفاظت سے پیش کیا کرو۔اماں نے جا کر حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اس طرح میاں نے کہا ہے۔آپ نے فرمایا: ''صوباں میری تو ہر روز کھانے کی باری ہوتی ہے تم کدھر کدھر جا کر پکاؤ گی۔ میرا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو وہ خود میری حفاظت فرماتا ہے۔''

دارالفضل میں ہمارے گھر سے آگے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا باغ تھا۔ حضرت اماں جان اپنے خاندان مبارک کی بہو بیٹیوں کے ساتھ باغ میں آتیں تو ذرا دیر کو ہمارے گھر بھی تشریف لاتیں اور فرماتیں مَیں تو صرف یہ دیکھنے آئی ہوں۔صوباں کیسی ہے اور کیا کر رہی ہے۔

ہماری اماں کو تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل ہونے کا شرف حاصل ہے اور آپ کا نمبر 527 ہے۔آپ کا وصیت نمبر 2469 تھا۔

آپ کو لوائے احمدیت کے لئے سوت کاتنے کی سعادت حاصل ہوئی۔تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول کے صفحہ 452 پر چھیالیسویں نمبر پر آپ کا نام اس طرح لکھا ہے: ''صوباں بی بی صاحبہ اہلیہ بابا فضل محمد صاحب آف ہرسیاں''

پھر امۃ الباری ناصر صاحبہ اپنی تصنیف زندہ درخت میں تحریر فرماتی ہیں:

پھوپھی جان صادقہ اپنی یادوں کو یوں بیان کرتی ہیں کہ جب اماں کی آخری بیماری تھی ۔ بھائی کو دفتر کی طرف سے کشمیر جانے کا حکم ملا وقت کم تھا تیاری بھی کرنی تھی ۔ ملنے کے لئے نہ آسکے بھابھی کو پیغام دیا کہ اماں کو میرا دعا سلام کہہ دینا اور معذرت کر دینا۔ بھابھی بھی کسی وجہ سے نہ آسکیں فاصلے بھی کافی تھے پیدل ہی آنا ہوتا تھا۔ جب بھابھی آئیں تو اماں نے چھٹتے ہی کہا کیا بات ہے آمنہ عبدالرحیم چار دن سے نہیں آیا۔ بھابھی نے سارا پیغام دیا تو اماں نے بڑی حسرت سے کہا عبدالرحیم تم مجھے ملے بغیر ہی چلے گئے اب پتہ نہیں نصیب میں ملاقات ہے بھی یا نہیں۔

باقی صفحہ 4 پر

بقیہ صفحہ 5

میری فرض شناس بھابھی نے یہ سب خط میں لکھ کر بھائی کو بھیج دیا کہ آپ کی اماں نے آپ کے پیغام کے جواب میں یہ کہا ہے۔ بھائی نے خط ملتے ہی ایک خط دفتر والوں کو لکھا کہ میں واپس آنا چاہتا ہوں۔ ماں کی خدمت کا موقع پھر شائد نہ ملے۔ بھائی واپس آئے اماں کو بہت محبت سے ملے اور اپنے مکان کے نیچے کرائے پر دی ہوئی دکانوں میں سے ایک دکان دو دن کے نوٹس پر خالی کروا کے اماں کو اپنے پاس لے آئے۔ اماں کا ہر لحاظ سے خیال رکھا تیمار داری میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی، لیکن بھائی کے گھر آنے کے پورے چودہ دن بعد اماں کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جنازہ پڑھایا اور اماں قادیان میں مدفون ہوئیں بھائی اور بھابی نے بہت خدمت کی، آج کل سگی اولاد بھی اتنا نہیں کرتی مگر اماں کے حسن سلوک نے اپنی عزت اور قدر کا ایک مقام بنایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین۔